شریعت اسلامیہ کی نظر میں سیاحت پر بات کرنے سے قبل درج ذیل تقسیم کرنا ضروری ہے:

اول: اسلام میں سیاحت کا مفہوم

اسلام اس لیے آیا کہ بشری ناقص عقل کے بہت سارے غلط مفاہیم کو تبدیل کرے، اور انہیں اعلی اقدار اور اخلاق فاضلہ اور افضل امور کے ساتھ مربوط کرے، بعض پہلی امتوں میں سیاحت کا مفہوم نفس کو تکلیف و اذیت دینے، اور اسے زمین میں جبراً سفر کرنے سے مرتبط، اور بطور سزا اسے تھکانے، دنیا سے بے رغبتی کرنا سیاحت سمجھا جاتا تھا، تو دین اسلام نے اس منفی اور سلبی مفہوم کو باطل کیا، جو کہ سیاحت کے برعکس ہے۔

امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ کا اس بارے میں ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

روى ابن هانئ عن أحمد بن حنبل أنه سئل : عن الرجل يسيح أحب إليك أو المقيم في الأمصار ؟ فقال : ما السياحة من الإسلام في شيء ، ولا من فعل النبيين ولا الصالحين

علامہ ابن ہانئ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ:

کیا آپ کو سیاحت کرنے والا شخص زیادہ پسند ہے، یا کہ علاقے میں مقیم شخص؟

تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جواب تھا:

"اسلام کے اندر کسی چیز میں سیاحت نہیں، اور نہ ہی یہ انبیاء اور صالحین کا عمل ہے" دیکھیں: تلبیس ابلیس (۳۴۰)

امام احمد رحمہ اللہ کی اسلام کلام پر ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعلیق کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اس طریقہ کی سیاحت ان گروہوں نے کی جنہیں بغیر علم کے اجتھاد اور عبادت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اور ان میں ایسے بھی شامل ہیں جب انہیں اسکا علم ہوا تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا"

(دیکھیں: فتح الباری ابن رجب (56/1)

چنانچہ اسلام آیا تاکہ سیاحت کے مفہوم اونچا کرے، اور اسے عظیم مقاصد اور شریف غرض و غایت اور مقاصد کے ساتھ مربوط کرے، جن میں سے چند ایک یہ ہے:

ا۔ اسلام نے سیاحت کو عبادت کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے ارکان اسلام میں سے ایک رکن (حج) کی ادائیگی کے لیے سفر (یا سیاحت) کرنا واجب کیا، حج کا سفر معلوم مہینوں میں کیا جاتا ہے، اور عمرہ کی ادائیگی کے لیے سارا سال ہی سفر کرنا مشروع کیا۔

اور جب ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سیاحت (قدیم مفہوم جس میں رہبانیت یا صرف نفس کو تکلیف دینے کے لیے سفر کیا جاتا تھا) کی اجازت طلب کرتا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاحت سے بھی اعلی اور قیمتی مقصد کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

یقینا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَجُلاً، قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ . قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم "إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2486) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے، اور عراقی نے تخریج احیاء علوم الدین (2641) اس کی سند کو جید کہا ہے۔

توذرا غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع اور مندوب سیاحت کو کس طرح ایک عظیم غرض اور اعلی ہدف اور قیمتی مقصد سے مربوط کیا۔

۲۔ اسی طرح دین اسلامی کے مفہوم میں سیاحت علم و معرفت کے ساتھ ملی ہوئی ہے، اسلام کے ابتدائی دور میں طلب علم اور علم پھیلانے کی غرض سے بڑے عظیم اور قوی قسم کے سیاحتی سفر ہوئے، حتی کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الرحلة فی طلب الحدیث" حدیث کے حصول کے لیے سفر جیسی عظیم کتاب لکھی، جس میں ایک حدیث کے لیے سفر کرنے والوں کے سفر جمع کیے ہیں۔

اور اسی وجہ سے بعض تابعین حضرات نے درج ذیل فرمان باری تعالی کے متعلق کہا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

(التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدونَ الآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ) (التوبہ ۱۱۲)

وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد و تعریف کرنے والے، روزہ رکھنے،، (یا راہ حق میں سفر کرنے والے) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم دینے والے، اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں، اور ایسے مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔ (التوبہ ۱۱۲)

مشہور تابعی عالم عکرمہ کہتے ہیں: " السائحون " یہ طالب علم ہیں۔ اسے ابن ماجہ نے اپنی تفسیر (429/7) میں روایت کیا ہے، اور فتح القدیر (408/2) بھی دیکھیں۔

اگرچہ اس کی صحیح تفسیر وہی ہے جس پر جمہور سلف ہیں کہ اس سے مراد روزہ دار ہیں۔

۳۔ اسلام میں سیاحت کے مقاصد میں عبرت اور وعظ و نصیحت شامل ہیں، قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر زمین میں گھومنے پھرنے کا حکم دیا گیا ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

(قُلْ سِيرُواْ فِي الأَرْضِ ثُمَّ انظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ) الأنعام/11

کہہ دیجئے کہ زمین میں چلو پھر اور سیر کرو، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا الانعام (11) ۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان کچھ اس طرح ہے:
(قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ) النمل/69

کہہ دیجئے زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا النمل (69) ۔

مشہور مفسر علامہ قاسمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"یہ وہ لوگ ہیں جو علاقوں اور گھروں میں آثار دیکھنے کے لیے جاتے ہیں، تا کہ اس سے وعظ و عبرت اور دوسرے فوائد حاصل کیے جائیں. دیکھیں: محاسن التاویل (16/225) ۔

۴۔ اسلام میں سیاحت کا سب سے عظیم مقصد دعوت الی اللہ، اور اس نور و روشنی کی تبلیغ ہے جو نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور رسولوں اور انبیاء اور ان کے بعد صحابہ کرام کا بھی یہی عمل تھا، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام روئے زمین پر پھیل

گئے اور لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دی، اور انہیں کلمہ حق کی دعوت دی، ہم امید کرتے ہیں کہ آج کی سیاحت بھی اسی عظیم مقصد کو اپنے اندر سموئے گی، جو بہت ہی شریف غرض و غایت و ہدف ہے.

۵۔ آخر میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ: اسلام میں سیاحت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوقات میں غور و فکر اور تدبر، اور اس دنیا کی خوبصورتی سے تفریح حاصل کرنے کے لیے سفر کیا جائے، تا کہ وہ بشری نفس میں ایمانی قوت کے اضافہ اور اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان کا باعث ہو، اور زندگی کے واجبات کی ادائیگی میں اسکا معاونت بھی کرے، کیونکہ اس کے بعد نفس کی تفریح ضروری ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ العنکبوت/20

کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالی نے مخلوق کی ابتداءً پیدائش کی، پھر اللہ تعالی ہی دوسری نئی پیدائش کریگا، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ العنکبوت (20)

دوم: اسلام میں مشروع سیاحت کے اصول وضوابط

ہماری پر حکمت شریعت اسلامیہ بہت سارے ایسے احکام لائی ہے جو سیاحت کو منظم اور اس کی راہنمائی کرتے ہیں، تا کہ سیاحت کے مقاصد پورے ہو سکیں، اور حد سے تجاوز کر کے ضیاع کا باعث نہ بنے، تو اس طرح سیاحت معاشرے کے لیے شر و ضرر اور نقصان کا مصدر بن کر رہ جائے، وہ احکام درج ذیل ہیں:

۱۔ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کی تعظیم کے قصد سے سفر کرنے کی حرمت۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى) رواه البخاري(1132) ومسلم (1397)

"تین مسجدوں مسجد حرام، اور مسجد نبوی، اور مسجد اقصی کے علاوہ کسی اور کی جانب سفر نہ کیا جائے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1132) صحیح مسلم حدیث نمبر 1397)

اس حدیث میں "دینی" سیاحت کی ترویج کی حرمت کی دلیل پائی جاتی ہے، جیسا کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے لیے اسے نام دیتے ہیں، اور جس طرح کوئی شخص قبروں، درگاہوں، اور درباروں کی زیارت کی سیاحت کی دعوت دے، اور خاص کر وہ دربار اور درگاہیں جن کی لوگ تعظیم کرتے ہیں، اور وہاں جا کر کئی قسم کے شرک و بدعات اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، اس لیے شریعت اسلامیہ میں ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کی تقدیس اور عظمت نہیں ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ : (خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ...فذكر حديثا طويلا ثم قال : فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ : مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ ؟ فَقُلْتُ مِنْ الطُّورِ فَقَالَ : لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ ، سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا وَإِلَى مَسْجِدِ إِيلِيَاءَ أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ) .

رواه مالك في الموطأ (108) والنسائي (1430) وصححه الألباني في صحيح النسائي

"میں طور پہاڑ کی جانب جانے کے لیے نکلا تو راستے میں مجھے کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ ملے تو میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا..... توانہوں نے طویل حدیث بیان کی اور پھر کہنے لگے: پھر میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملا تو وہ کہنے لگے: کہاں سے آئے ہو؟

تو میں نے کہا طور پہاڑ سے، تو وہ کہنے لگے: اگر میں تمہیں وہاں جانے سے پہلے مل جاتا تو آپ وہاں نہ جاتے، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور کی طرف سواری تیار کر کے نہیں لے جائی جا سکتی، مسجد حرام، اور میری یہ مسجد، اور مسجد ایلیا یا بیت المقدس "

موطاامام مالک حدیث نمبر(108)سنن نسائی حدیث نمبر(1430)
علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح نسائی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اس لیے ان تین جگہوں کے علاوہ کسی اور مقدس جگہ کا قصد لے کر سفر کرنا جائز نہیں، اسکا یہ معنی نہیں کہ مسلمانوں کے ممالک میں مسجدوں کی زیارت کرنا ہی حرام ہے، بلکہ مسجد کی زیارت کرنا مشروع اور مستحب ہے، بلکہ صرف اس غرض سے سفر کرنا ممنوع ہے، اگر سفر سے اسکا کوئی اور مقصد ہو، اور یہ زیارت اس کے تابع ہو کر ہوئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے لیے مسجد جانا فرض ہو جائیگا۔

اور دوسرے ادیان کی مقدس جگہوں کی زیارت کے لیے جانا اور سفر کرنا بالاولیٰ حرام ہوگا، مثلا کوئی شخص ویٹکن کی زیارت کے لیے جائے، یا پھر بدھ مت کے بتوں وغیرہ کی زیارت کے لیے۔

۲۔ مسلمان شخص کا کفار ممالک کی مطلقاً سیاحت کرنے کی حرمت دلائل بھی آئے ہیں، کیونکہ جو قومیں ہمارے دین پر عمل نہیں کرتیں اور دین اسلام کا خیال نہیں رکھتی، اور نہ ہی ہمارے اخلاق پر عمل کرتی ہیں اس سے میل جول رکھنے سے مسلمان شخص کے دین اور اخلاق میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اور خاص کر جب اس سفر کی علاج یا تجارت وغیرہ جیسی کوئی ضرورت بھی نہ ہو، بلکہ صرف سیر و تفریح کے لیے، تو اللہ تعالی نے مسلمان ملکوں میں الحمد للہ بہت کچھ رکھا ہے، جو کفار کے ممالک کی سیر و تفریح کرنے سے ہمیں مستغنی کر دیتی ہے۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

"کفار ممالک کی جانب سفر کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ کفار سے میل جول، اور ان کے مابین رہنے سے عقیدہ اور اخلاق کو خطرہ ہے، لیکن اگر کوئی بہت زیادہ ضرورت پیش آ جائے، اور ان کے ممالک جانے کی غرض صحیح ہو مثلاً کسی ایسی مرض کا علاج کروانا جو مسلمان ممالک میں نہیں، یا پھر ایسی تعلیم جس کا مسلمان ممالک میں حاصل کرنا ممکن نہیں، یا تجارتی سفر، تو یہ غرض صحیح ہے، اور اس کے لیے کفار ممالک کا سفر کرنا جائز ہے لیکن اس میں بھی ایک شرط ضروری ہے کہ: اسلامی شعائر کی حفاظت ہو، اور وہ شخص ان کے ممالک میں جا کر اپنے دین پر عمل کر سکتا ہو، اور وہ سفر ضرورت کے مطابق ہو، جیسے ہی ضرورت ختم ہو مسلمان ممالک واپس آ جائے۔

لیکن سیاحتی سفر تو بالکل جائز نہیں؛ اس لیے کہ مسلمان شخص کو اس کی ضرورت ہی نہیں، اور نہ ہی اس میں کوئی ایسی مصلحت ہے جو ایسی چیز

کے برابر یا اس سے بڑھ کر ہو جس میں اس کے دین وعقیدہ کو خطرہ پیش ہو۔"

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (2) سوال نمبر (221)

اور ہماری اسی ویب سائٹ پر اس مسئلہ کے متعلق تفصیلی بیان موجود ہے، آپ اس کے لیے سوال نمبر (52845) اور (8919) اور (13342) کے جوابات کا مطالعہ کریں۔

۳۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت اسلامیہ ایسی جگہوں کی سیر وسیاحت کرنے سے منع کرتی اور روکتی ہے جہاں فساد و خرابیاں ہوں کہ وہاں شراب نوشی اور فحاشی اور معصیت و نافرمانیوں کا ارتکاب ہوتا ہو، مثلا ساحل جہاں بے لباس ہو کر نہایا جائے، اور فحاشی کی تقریبات، اور فسق و فجور والی جگہیں، یا پھر بدعتی قسم کے تہوار منعقد کرنے کے لیے سفر کرنا، کیونکہ مسلمان شخص کو معاصی و نافرمانیوں سے دور رہنے کا حکم ہے، اس لیے نہ تو وہ خود معصیت و نافرمانی کا مرتکب ہو، اور نہ ہی وہ معصیت کا ارتکاب کرنے والی قوم کے ساتھ بیٹھے۔

مستقل فتوی کمیٹی کے محققین علماء کا کہنا ہے:

لا يجوز السفر إلى أماكن الفساد من أجل السياحة ؛ لما في ذلك من الخطر على الدين والأخلاق ؛ لأن الشريعة جاءت بسد الوسائل التي تفضي إلى الشر. "فتاوى اللجنة الدائمة . (26 / 332) "

"سیر وسیاحت کی غرض سے فساد اور برائی والی جگہوں کی جانب سفر کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دین اور اخلاق کو خطرہ ہے۔ اس لیے کہ شریعت اسلامیہ نے شر کی جانب لے جانے والے وسائل کو بھی روکا اور منع کیا ہے۔

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (332/26)

تو پھر اس سیر وسیاحت کا حکم کیا ہو گا جو معصیت و فحاشی پر ابھارے اور انسان کو ایسا کرنے پر اکسائے، اور اسکا تعاون کرنے اور اسے قائم رکھنے کے لیے ہو؟

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کا یہ بھی کہنا ہے:

" اگر یہ سیاحت معصیت و نافرمانی کے ارتکاب میں سہولت و آسانی پیدا کرے، اور اس کی دعوت دے تو اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت میں معاون بنے، اور پھر جو کوئی بھی کسی چیز کو اللہ تعالی کے لیے چھوڑتا اور ترک کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس سے بھی بہتر چیز عطا فرماتا ہے.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (224/26) ۔

۳۔ رہا مسئلہ پہلی قوموں کے آثار اور انکی جگہوں کو دیکھنا اور انکی زیارت کرنا تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ:

اگر تو وہ جگہیں عذاب والی ہوں، جہاں اللہ کے ساتھ کفر کی بنا پر انہیں زمین میں دھنسا کر ہلاک کیا گیا ہو، یا پھر شکلیں مسخ کر دی گئیں ہوں، یا پھر انہیں تباہ و برباد کیا گیا ہو، تو ان جگہوں کو سیاحت کا مقام بنا لینا جائز نہیں۔

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا: تبوک کے علاقے (البدع) شہر میں آثار قدیمہ اور پہاڑوں میں کریدے ہوئے گھر پائے جاتے ہیں، بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستی تھی، سوال یہ ہے کہ: کیا یہ ثابت ہے کہ شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستی یہی ہے، یا ثابت نہیں؟

اور سیر و تفریح اور اس جگہ کو دیکھنے، یا پھر عبرت و نصیحت کی غرض سے ان آثار کی زیارت کرنے کا حکم کیا ہے؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

تاریخ کی خبر رکھنے والوں کے ہاں یہ مشہور ہے کہ "مدین" کی بستی جن کی طرف شعیب علیہ السلام کو نبی بنا پر مبعوث کیا گیا تھا وہ جزیرہ عرب کے شمال مغرب میں واقع ہے، جسے آج "البدع" اور اس کے ارد گرد کا علاقہ کہا جاتا ہے، لیکن حقیقت حال کیا ہے، اسکا اللہ ہی کو علم ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر سیر و تفریح کی غرض سے دیکھنے جانا جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حجر جو کہ ثمودیوں کی بستی ہے وہاں سے گزرتے ہوئے فرمایا تھا:

''تم ان لوگوں کی بستی میں مت جاؤ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، خدشہ ہے کہ کہیں تمہیں بھی وہی عذاب نہ پہنچ جائے جو انہیں پہنچا تھا، اگر داخل ہو ہونا چاہتے ہو تو پھر وہاں روتے ہوئے جاؤ۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر کپڑا لپیٹ لیا، اور وہاں سے تیزی کے ساتھ گزر گئے حتی کہ اس وادی کو پار کیا ''
صحیح بخاری حدیث نمبر (3200) صحیح مسلم حدیث نمبر (2980) ۔

ابن قیم رحمہ اللہ غزوہ تبوک سے مستنبط شدہ فوائد اور احکام بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور ان میں یہ بھی شامل ہے کہ:

''جو شخص بھی ان لوگوں کی بستی سے گزرے جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا، اور عذاب سے دوچار کیے گئے، اسے چاہیے کہ وہ وہاں داخل مت ہو، اور نہ ہی وہاں ٹھرے، بلکہ وہ تیزی کے ساتھ وہاں سے گزر جائے، اور اپنے چہرے پر کپڑا لپیٹ کر وہاں سے نکل جائے، اور اس بستی میں داخل ہو تو روتا ہوا اور عبرت پکڑتا ہوا داخل ہو۔

اور منی اور مزدلفہ کے درمیان وادی محسر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیزی سے گزرنا بھی اسی ناحیہ سے ہے، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالی نے ہاتھیوں کے لشکر کو ہلاک کیا تھا"

دیکھیں: زاد المعاد (560/3)

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی مندرجہ بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اور یہ ثمودیوں وغیرہ دوسرے جن کی صفات بھی یہی ہوں, کو بھی شامل ہے، چاہے ان کے متعلق سبب وارد ہوا ہے"
دیکھیں: فتح الباری (360/6)

اور آپ درج ذیل کتاب کا بھی مطالعہ کریں:

مجموعة ابحاث كبار علماء فى المملكة العربية السعودية جلد نمبر (3) عنوان "حکم احیاء دیار ثمود"

اور سوال نمبر (20894) کے جواب کا بھی مطالعہ کریں۔

۵۔ اور بغیر محرم کسی بھی عورت کا سفر کرنا بھی جائز نہیں، علماء کرام نے حج یا عمرہ کا سفر بھی محرم کے بغیر حرام ہونے کا فتوی دیا ہے، تو پھر سیر و سیاحت کے سفر جس میں بہت سارا تساہل اور حرام کردہ مرد و عورت کا اختلاط پایا جائے اسکا حکم کیا ہوگا؟

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (3098) اور (69337) اور (45917) اور (4523) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں۔

۶۔ رہا یہ مسئلہ کہ کفار کے لیے مسلمانوں کے ملک میں سیاحتی سفر کا انتظام کرنا: تو اس میں اصل یہی ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، جب کافر سیاح کو مسلمان حکومت اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے تو

وہ کافر وہاں سے جانے تک وہ معاہد بن جائیگا، لیکن اس کافر کے لیے مسلمان ملک میں رہتے ہوئے دین اسلام کا احترام کرنا ہوگا، اور مسلمانوں کی اخلاقیات اور ثقافت کا بھی احترام کریگا۔

نہ تو وہ اپنے کفریہ دین کی دعوت پیش کر سکتا ہے، اور نہ ہی دین اسلام پر باطل ہونے کا بہتان لگا سکتا ہے، اور مسلمان ملک میں پورا ستر ڈھانپنے والا لباس پہن کر باہر نکلے، ایسا نہیں کہ جیسا وہ اپنے ملک میں ادھا ننگا ہو کر باہر گھومتا پھرے، اور نہ ہی وہ اپنی کافر قوم کا جاسوس بن کر جاسوسی کرے، آخر میں یہ بھی ہے کہ کافر شخص کو حرمین یعنی مکہ اور مدینہ میں جانے ممکن نہیں بنانا چاہیے۔

سوم:

یہ کسی پر مخفی نہیں کہ آج کل کی سیاحت میں غالبا معصیت اور فحش کام، اور حرام کردہ کاموں مثلا: معروف جگہوں پر بے پردگی، اور مرد و عورت کا اختلاط، اور شراب نوشی، اور فسق و فساد کی ترویج، اور کفار سے مشابہت، اور کفار کی عادات و اخلاق کو اپنانا، حتی کہ ان کی خبیث قسم کی بیماریاں اپنانے کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے، چہ جائیکہ اس پر مال بھی ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ وقت اور جہد بھی ضائع ہوتی ہے۔

اور ان سب اشیاء کو ایک " سیاحت " کے خوبصورت غلاف میں پیش کیا جاتا ہے، اس لیے ہم ہر دینی، اخلاقی اور امت کی غیرت رکھنے والے شخص کو نصیحت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کا خوف رکھتے ہوئے اس سے ڈرے اور فاسق قسم کی اس سیاحت کی ترویج میں معاون ثابت نہ ہو، بلکہ وہ اس کے خلاف اعلان جنگ کرے، اور جو ثقافت اس کی ترویج کر رہی ہے اس کے مخالف ہو کر لڑے، اور اسے اپنے دین، اپنی اسلامی ثقافت، اور اپنے اسلامی اخلاق پر فخر کرنا چاہیے کہ اس نے اسے ہر قسم کے فساد اور خرابیوں سے محفوظ رکھا ہے، اور اس کے بدلے میں اللہ کی مخلوق اور مسلمانوں کے ان ممالک میں جہاں اسلامی تعلیمات کا التزام کیا جاتا ہے، ایک وسیع سیاحتی میدان دیا ہے.

واللہ اعلم

الاسلام سوال و جواب